بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ضمیمہ جات متعلّق پارۂ بست و نہم

ضمیمہ نوٹ نمبر۳ متعلق صفحہ ۹۰

اکمال میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اِس آیت کی تاویل دریافت کی گئی تو اُن حضرت نے فرمایا کہ جب تم اپنے امام کو اِس طرح کھو بیٹھو گے کہ تم اُن کو دیکھ نہ سکو گے تو اُس وقت کیا کرو گے ؟

نیز انہی حضرت سے منقول ہے کہ فرمایا کہ یہ آیت امام قائم (آلِ محمدؐ) کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ جب تم سے تمہارا امام غائب ہو جائے گا اور تمہیں معلوم نہ ہوگا کہ وہ کہاں ہیں تو وہ کون ہے جو امام کو تمہارے لئے ظاہر کر دے گا کہ وہ تمہیں آسمانوں اور زمین کی بھی خبریں دے اور حلال و حرام کے احکام بھی پہنچائے ؟ پھر فرمایا کہ خدا کی قسم ابھی تک اس آیت کی تاویل ظاہر نہیں ہوئی لیکن آئندہ البتہ ظاہر ہوگی۔

حضرت عمار یاسر فرماتے ہیں کہ میں ایک غزوہ میں جناب رسولِ خدا کی خدمت میں حاضر تھا۔ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے اُس لڑائی میں بہت سے علمدار قتل کئے اور اُن کی جماعت درہم و برہم کر دی۔ اور عمرو بن عبداللہ جمحی اور شیبہ بن نافع کو بھی جہنم میں پہنچایا۔ میں جنابِ رسولِ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! آج تو علیؑ بن ابی طالب نے راہِ خدا میں خوب جہاد کیا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ وجہ اس کی یہ ہے کہ علیؑ مجھ سے ہیں اور میں علیؑ سے ہوں۔ وہ میرے علم کے وارث ہیں۔ وہی میرا قرض ادا کریں گے۔ وہی میرے وعدے پورے کریں گے۔ وہی میرے بعد میرے خلیفہ ہیں۔ اگر وہ نہ ہوتے تو میرے بعد مومنِ خالص کی پہچان ہی نہ ہو سکتی۔ اُن کی لڑائی میری لڑائی ہے اور میری لڑائی خدا کی لڑائی ہے۔ اُن کی صلح میری صلح ہے اور میری صلح خدا کی صلح ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ علی بن ابی طالب علیہ السلام میرے فرزندوں (نواسوں) کے اور اُن ائمہ کے جو اُن فرزندوں کے صُلب سے ہوں گے باپ ہیں۔ اُن کے صُلب سے خدائے تعالےٰ آئمہ راشدین کو جن میں اِس اُمّت کا مہدیؑ بھی ہے ظاہر فرمائے گا۔ عمارؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر فدا ہو جائیں یہ مہدیؑ کون ہیں ؟ فرمایا خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ میرے فرزند حسینؑ کی نسل سے نو امام پیدا

کرے گا۔ اور نواں اُن میں کا نظرِ خلائق سے غائب ہو جائیگا۔ قولِ باری تعالےٰ قُلْ اَرَاَیْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ۔ اسی پر دلالت کرتا ہے۔ اُس کی غیبت طولانی ہوگی۔ ایک قوم تو اُس سے پھر جائے گی۔ کچھ لوگ اُس پر قائم رہیں گے۔ جب آخر زمانہ آئے گا تو وہ ظہور کرے گا اور زمین کو عدل و انصاف سے اُسی طرح بھر دے گا جس طرح کہ وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔ اور وہ تاویلِ قرآن پر ویسے ہی جہاد کرے گا جیسا کہ میں نے تنزیلِ قرآن پر کیا ہے۔ وہ میرا ہمنام اور تمام آدمیوں سے زیادہ مجھ سے مشابہ ہوگا۔ اے عمارؓ! میرے بعد فوراً فتنۂ عظیم برپا ہوگا۔ جب ایسا ہو تم علیؑ بن ابی طالب کی متابعت کرنا اور اُنہی کا ساتھ دینا کہ وہ حق کے ساتھ ہیں۔ اور حق اُن کے ساتھ ہے۔ اے عمارؓ! عنقریب میرے بعد جنگِ صفین برپا ہوگی۔ اُس میں تم بھی علیؑ بن ابی طالب کے ہمراہ بیعت توڑنے والوں اور حق سے روگردانی کرنے والوں سے لڑو گے۔ پھر تم کو باغیوں کا گروہ قتل کرے گا۔ عمارؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا میرا جہاد کرنا خداوندِ عالم کی اور حضور کی خوشنودی کا باعث نہ ہوگا؟ فرمایا ہاں۔ اے عمارؓ! میں بھی تم سے خوش ہونگا اور خداوندِ عالم بھی تم سے راضی ہوگا۔ اے عمارؓ! دنیا میں آخری رزق تمہارا دُودھ ہوگا جو تم (اپنی شہادت سے پہلے) پیو گے۔ الغرض جب وہ دن آیا کہ معرکۂ صفین گرم ہو گیا تو حضرت عمارؓ یاسر پردے سے نکلے اور جنابِ امیرالمؤمنین علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی اے رسول اللہ کے بھائی! مجھے بھی میدانِ جنگ کی اجازت دیجئے؟ فرمایا اے عمارؓ! خدا تم پر رحم فرمائے ابھی ٹھہر جاؤ۔ تھوڑی دیر بعد دوبارہ عرض کی لیکن وہی جواب ملا۔ پھر تیسری بار اجازت مانگی! اس کے جواب میں جنابِ امیرالمؤمنین علیہ السّلام رونے لگے۔ عمارؓ نے یہ حال دیکھ کر عرض کی یا امیرالمؤمنین! یہ وہی دن ہے جس کی خبر جنابِ رسولِ خدا نے مجھے پہلے ہی دے دی ہے۔ پس جنابِ امیرالمؤمنین علیہ السّلام گھوڑے سے کود پڑے اور عمارؓ کو گلے لگا کے رخصت کیا۔ پھر فرمایا اے ابوالیقظان! خدا تم کو جنابِ رسولِ خداؐ کی طرف سے اور میری طرف سے جزائے خیر دے۔ تم میرے بہت اچھے بھائی تھے۔ تم میرے بہت اچھے دوست تھے۔ یہ فرما کے وہ جناب رونے لگے اور عمارؓ بھی خوب روئے۔ بعد اُس کے عمارؓ نے عرض کی یا امیرالمؤمنین! خدا کی قسم میں نے آپ کی اطمینانِ قلب اور یقینِ کامل کے ساتھ پیروی اختیار کی ہے۔ کیونکہ جنابِ رسولِ خدا نے جنگِ خیبر میں مجھ سے فرما دیا تھا کہ اے عمارؓ! میرے بعد بڑی شورش اور فتنۂ عظیم برپا ہوگا۔ جب ایسا ہو تو تم علیؑ بن ابی طالب کی اور اُن کے گروہ کی پیروی کرنا کہ وہ حق کے ساتھ ہیں۔ اور حق اُن کی طرف ہے۔ اے عمارؓ! عنقریب تم میرے بعد عہد توڑنے والوں اور حق سے منحرف

ہونے والوں سے جنگ کروگے۔ یا امیر المومنین! خدائے تعالےٰ نے حضور کو اسلام کی طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے کہ آپ نے اسلام کا حق ادا کر دیا اور احکام کو بخلوص دل بندگانِ خدا تک پہنچا دیا اور حقِ نصیحت کو ادا کر دیا۔ یہ کہہ کر عمارؓ بھی سوار ہو گئے اور جناب امیر المومنین بھی۔ پس عمارؓ میدانِ جنگ میں آئے اور اپنے ہمراہیوں سے پانی طلب کیا۔ جواب دیا گیا کہ ہمارے پاس پانی نہیں ہے۔ انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہو گیا اور ایک پیالہ دودھ کا جلدی سے لایا۔ وہ عمارؓ نے نوش کر کے فرمایا یہی مجھے جناب رسولِ خدا نے خبر دی تھی کہ تمہارا آخری رزق دودھ ہوگا بعد اُس کے عمارؓ یاسر لشکرِ مخالف پر حملہ آور ہوئے اور اٹھارہ خارجیوں کو جہنم کی راہ دکھائی۔ آخرالامر دو شامی مردک صحابی رسولؐ کے مقابل ہوئے اور دونوں نے یکبارگی نیزے مارے جس سے وہ جناب شہید ہو گئے۔ جب رات ہوئی تو جناب امیر المومنین علیہ السلام شہدا کی نعشوں میں پھرتے پھرتے پہنچے اور عمارؓ کو انہی مقتولین میں پڑا ہوا پایا۔ اُن حضرت نے اس شہیدِ راہِ خدا کا سر اپنے زانو پر رکھا اور رو کے یہ مرثیہ پڑھنے لگے ؎

اَلَا اَیُّھَا الْمَوْتُ الَّذِیْ لَیْسَ تَارِکِیْ   اَرِحْنِیْ فَقَدْ اَفْنَیْتَ کُلَّ خَلِیْلِ

(اے موت! جو مجھے بھی چھوڑنے والی نہیں ہے۔ اب تو مجھے راحت پہنچادے کہ تو میرے ہر دوست کو فنا کر چکی۔)

اَیَا مَوْتُکُمْ ھٰذَا التَّفَرُّقُ عَنْوَۃً   فَلَسْتَ تُبْقِیْ خُلَّۃً لِخَلِیْلِ

(اے موت! قہر و غلبہ سے یہ تیری تفرقہ پردازی کب تک رہیگی! تُو تو کسی دوست کی دوستی باقی ہی نہ رکھے گی)

اَرَاکَ بَصِیْرًا بِالَّذِیْنَ تُحِبُّھُمْ   کَاَنَّکَ تَمْضِیْ نَحْوَھُمْ بِدَلِیْلِ

(میں تو یہی دیکھ رہا ہوں کہ تو نے اپنے دوستوں کو خوب دیکھ بھال لیا ہے۔ گویا کہ تیرا گزر اُن کی طرف کسی دلیل و رہبر کے ذریعہ سے ہوتا ہے)

ضمیمہ نوٹ نمبر ۴ متعلق صفحہ ۹۰

سفیان ابن سعید نے عرض کی یا ابن رسول اللہ! لوح و قلم و مداد کا واقعہ مجھ سے بہ تفصیل بیان فرمائیے۔ اور جو کچھ حضور کو خدائے تعالےٰ نے تعلیم کیا ہے مجھے بھی سکھا دیجئے۔ امام نے فرمایا کہ اے ابن سعید! اگر تم جواب کے اہل ہوتے تو ہم تم کو جواب نہ دیتے۔ (لو سنو!) نون ایک فرشتہ ہے جو قلم کو خبریں دیتا ہے اور قلم بھی ایک فرشتہ ہے جو لوح تک حکم و احکام پہنچاتا ہے اور لوح بھی فرشتہ ہے جو پیام و سلام اسرافیلؑ کو دیتا ہے اور اسرافیلؑ میکائیلؑ کو اور میکائیلؑ جبرئیلؑ کو اور جبرئیلؑ نبیوں اور رسولوں کو اطلاع دیتے ہیں۔ پھر فرمایا اے سفیان!

کھڑے ہو جاؤ! مجھے تمہارے بارے میں دشمنوں سے اندیشہ ہے۔

علل الشرائع میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا کہ نون ایک نہر تھی جنت میں۔ برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھی۔ خدائے تعالٰے نے اُسے حکم دیا کہ اے نہر تو روشنائی بن جا۔ وہ روشنائی ہو گئی۔ پھر اُس نے اپنے دست (قدرت) سے ایک درخت لگایا۔ لفظ ید بمعنی قدرت ہے۔ ہاتھ کے معنی میں نہیں ہے جیسا کہ فرقہ مشبہہ قائل ہو گیا ہے (کہ خدا کے ہاتھ ہیں) پھر خدا نے درخت کو قلم بن جانے کا امر فرمایا۔ جب وہ قلم ہو گیا تو حکم دیا کہ لکھ دے۔ اُس نے عرض کی کہ پروردگارا! کیا لکھدوں؟ ارشاد ہوا کہ جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے۔ پس اُس نے لکھ دیا۔ بعد اُس کے خدا نے اُسی پر مُہر فرما دی۔ اور ارشاد کیا کہ اب سے قیامت تک کلام نہ کرنا۔

تفسیر قمی میں اُنہی جناب سے منقول ہے کہ خدائے تعالٰے نے پہلے قلم کو پیدا کر کے حکم دیا کہ لکھدے۔ پس اُس نے گزشتہ اور آئندہ قیامت تک ہونے والی سب باتیں لکھ دیں۔

الخصال میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے مروی ہے کہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دس نام ہیں جن میں سے پانچ تو قرآن میں مذکور ہیں اور پانچ قرآن کریم میں نہیں ہیں۔ جو کہ قرآن مجید میں ہیں وہ یہ ہیں۔ محمدؐ۔ احمدؐ۔ عبد اللہ۔ یٰسٓ۔ نوٓن۔

تفسیر عیاشی میں بروایتِ محمد بن مروان جنابِ امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے وہ جناب فرماتے ہیں کہ میں اپنے پدرِ بزرگوار صلوات اللہ علیہ کے ہمراہ طوافِ خانۂ کعبہ میں مشغول تھا کہ ایک شخص دراز قد۔ فربہ۔ سر پر عمامہ رکھے ہوئے اُن جناب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ حضرتؑ نے جواب سلام دیا۔ اُس نے عرض کی مجھے حضور سے چند باتیں دریافت کرنی ہیں۔ اُن کا جاننے والا ایک یا دو شخصوں کے سوا کوئی باقی نہیں رہا۔ پس اُس نے مسئلے پوچھے منجملہ اُن کے ایک یہ بھی تھا کہ نٓ۔ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ کا مطلب بیان کیجیے۔ حضرتؑ نے فرمایا نٓ جنت میں ایک نہر ہے جس کا پانی دُودھ سے زیادہ سفید ہے۔ قلم نے خدا کے حکم سے مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ تحریر کیا۔ وہ نوشتہ قلم کے سامنے ہے مشیتِ خدا کے بموجب کبھی اُس میں سے کچھ محو کر دیتا ہے کبھی کوئی چیز گھٹا دیتا ہے۔ کبھی بڑھا دیتا ہے۔ جو منظورِ خدا ہوتا ہے وہ ہوتا ہے۔ اور جو بات اُسے منظور نہیں ہوتی وہ نہیں ہوتی۔ سائل نے عرض کی یا ابن رسول اللہ! آپ نے سچ فرمایا۔ اُس کی تصدیق کرنے سے اُن جنابؑ کو بڑا تعجب ہوا۔ جب وہ چل دیا تو مجھ سے

فرمایا کہ اس شخص کو بلا لاؤ۔ میں اُس کے پیچھے گیا۔ مگر پتہ نہ لگا۔

ضمیمہ نوٹ نمبر ۳ متعلق صفحہ ۹۰۱

معانی الاخبار میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے عُتُلٍّۢ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِیْمٍ کے معنی دریافت کئے گئے۔ حضرت نے فرمایا عُتُلٍّ پکّے کافر کو کہتے ہیں۔ اور زَنِیْم وہ ہے جس کا کفر طشت ازبام ہو۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سائل کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ عُتُلٌّ اور زَنِیْم وہ ہے جو سخت مزاج۔ صحیح۔ تندرست اور بڑا کھاؤ ہو۔ جہاں سے کھانا پینا ہاتھ لگے فوراً ڈکار جائے۔ آدمیوں پر بڑا ظلم وستم کرنے والا ہو اور بڑا پیٹا ہو۔ اُنہی جناب نے فرمایا کہ جنت میں جَوَّاظ جَعْظَرِیٌّ۔ عُتُلٌّ اور زَنِیْمٌ نہ جائیں گے۔ کسی نے پوچھا جَوَّاظ کون ہے؟ فرمایا جو شخص مال زیادہ جمع کرے اور لوگوں کو راہِ خدا سے روکے۔ اُس نے دریافت کیا جَعْظَرِیٌّ کون ہے؟ فرمایا بدزبان۔ سنگدل۔ پوچھا عُتُلٌّ اور زَنِیْمٌ کے کیا معنی ہیں؟ فرمایا بڑی توند والا۔ بدخو۔ بڑا کھاؤ۔ بہت پینے والا۔ اوّل درجہ کا متکبر۔ بہت ظلم کرنے والا۔ جناب امیرالمومنین علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ زَنِیْمٌ وہ ہے جس کی اصل و نسل کا پتہ نہ ہو۔

ضمیمہ نوٹ نمبر ۵ متعلق صفحہ ۹۲۴

ایک روایت میں ہے کہ جناب امیرالمومنین علیہ السّلام نے خرمہ کے درخت سینچنے کی مزدوری کی تھی (باغ والے نے معاملہ یوں کیا تھا کہ) رات بھر (آپ میرے) درختوں کو سینچیں۔ صبح کو اتنے جو (آپ کو) ملینگے۔ غرض جب صبح ہوگئی اور جو حضرت کو مل گئے تو اُس میں سے ایک تہائی جَو کا آٹا پیسا گیا اور حریرہ پکایا گیا اُس کا تیار ہونا تھا کہ ایک مسکین نے آواز دی۔ اُن حضرات نے وہ سب حریرہ اُس کو دے دیا۔ پھر ایک حصّہ اور پکنے کے واسطے چڑھایا تیار ہوتے ہی ایک یتیم آموجود ہوا۔ اِن بزرگواروں نے وہ اُسے کھلا دیا۔ پھر تیسرا حصّہ پکانے کے لئے درست کیا گیا۔ جب وہ پک چکا مشرکینِ عرب میں سے ایک قیدی نے سوال کیا۔ ان معصومین نے یہ کھانا اُسے کھلا دیا۔ اور خود تمام دن بھوکے رہے۔

تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جناب سیّدہ صلوات اللہ علیہا کے پاس تھوڑے سے جَو تھے۔ جنابِ معصومہ نے اُن کا دَلیا تیار کیا اور سب کے سامنے لاکر رکھ دیا کہ ایک مسکین آگیا اور اُس نے آواز دی کہ خدا آپ حضرات پر رحمت نازل کرے میں بھوکا ہوں جو کچھ خدا نے آپکو دیا ہے اُس میں سے مجھے بھی کھلائیے۔ یہ آواز سُنکر جناب

امیرالمؤمنین علیہ السلام اُٹھ کھڑے ہوئے اور ایک تہائی دُنیا اُسے دے دیا۔ پھر اُس کے جاتے ہی، ایک یتیم آ موجود ہوا اور عرض کی خدا آپ پر رحمت نازل فرمائے (میں بھوکا ہوں) مجھے کچھ کھلائیے۔ حضرت نے ایک تہائی اُس کو بھی دے دیا۔ بعد اُس کے ایک قیدی نے آ کر سوال کیا۔ حضرت نے ما بقی اُس کے حوالہ کیا۔ اور ان حضرات میں سے کسی نے کچھ بھی نہ چکھا۔ پس خدائے تعالٰے نے چند آیتیں ان حضرات کی شان میں نازل فرمائیں۔ اور جو کوئی مومن خوشنودیٔ خدا کے لئے (کسی یتیم۔ مسکین۔ قیدی کو) کھانا کھلائے (اور اپنے نفس پر اُس کو مقدم رکھے تو بنا برتاویل) اُس کے حق میں بھی یہ آیتیں جاری ہونگی۔ (**قولِ مترجم**۔ یہ روایتیں اُس قدر قوی نہیں ہیں جتنی وہ جو خود نوٹ میں درج کی گئی ہے)

المناقب میں جو روایت منقول ہے اُس کے آخر میں یہ ہے کہ جنابِ رسولِ خدا نے جب ان بزرگواروں کی بھوک ملاحظہ فرمائی تو جبرئیلِ امین نازل ہوئے۔ اُن کے ہمراہ سونے کا طبق تھا۔ اُس طبق میں موتی اور یاقوت جڑے ہوئے تھے۔ وہ طبق آبِ گوشت میں بھیگی ہوئی روٹی سے لبریز تھا۔ مشک اور کافور کی خوشبو اُس سے آتی تھی۔ وہ کھانا سب نے ملکر خوب سیر ہو کے کھایا لیکن اُس میں سے کچھ بھی کم نہ ہُوا۔ جنابِ امام حسین علیہ السّلام دولتسرا سے برآمد ہوئے۔ اس طرح کہ اُس معصوم کے دستِ مبارک میں ایک پارچۂ گوشت تھا۔ ایک یہودی کی لڑکی نے دیکھ کر آواز دی کہ اے اہلِ بیتِ رسالت میں بھوکی ہوں۔ یہ تمہیں کہاں سے ہاتھ لگا۔ اِس میں سے مجھے بھی کھلا دیجئے۔ جنابِ امام حسین علیہ السّلام نے اُس کو عطا فرمانے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ فوراً جبرئیلِ امین آ گئے اور اُن جناب کے دستِ مبارک سے وہ پارچہ لے لیا۔ اور وہ طبق بھی آسمان کی طرف اُٹھ گیا۔ حضور سرورِ عالم نے ارشاد فرمایا کہ اگر میرا نورِ نظر حسینؑ اُس یہودیچی کو وہ پارچہ دینے کے لئے ہاتھ نہ بڑھاتا تو یہ طبق میرے اہلبیت کے پاس ہمیشہ موجود رہتا قیامت تک وہ سب اِس میں سے کھاتے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ (الخ راہِ خدا میں صدقہ دینے کا آخر ہی) واقعہ ذی الحجہ کی پچیسویں شب میں ہوا تھا۔ اور سورۂ ہَلْ اَتٰے پچیس کے دن میں نازل ہوئی۔

تمام شد